سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

السابقون الاولون

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

حضرت ابو احمد بن جحش رضی اللہ عنہ

نسب اور قرابت داری

حضرت ابو احمد بن جحش کا نام عبد تھا، لیکن وہ اپنی کنیت ابو احمد اور نسبت اسدی سے مشہور ہیں۔ ان کے دادا کا نام رئاب (ریاب: ابن عبد البر) بن یعمر تھا۔ اپنے نویں جد اسد بن خزیمہ کی نسبت سے ان کا قبیلہ بنو اسد اور دسویں جد خزیمہ بن مدرکہ کے نام پر بنو خزیمہ کہلاتا ہے۔ ابن سعد نے حضرت ابو احمد کے ساتویں جد کے نام پر بنو غنم بن دودان کو ان کا ذیلی قبیلہ قرار دیا ہے۔ حضرت ابو احمد کے اجداد زمانۂ جاہلیت میں نجد سے آ کر مکہ میں آباد ہوئے۔ ان کے والد جحش بن رئاب نے حضرت ابو سفیان کے والد، عبد شمس کے پوتے حرب بن امیہ کی محالفت اختیار کی۔ ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں عرب محالفت کے پیمان کیا کرتے تھے، ایک بار اسود بن عبد المطلب نے حضرت ابو احمد بن جحش کو حلیف بننے کی پیشکش کی اور کہا: میرا خون تمھاری جان بچانے کے لیے اور میرا مال تمھارا مالی نقصان پورا کرنے کے لیے حاضر ہو گا، لیکن وہ نہ مانے اور حرب بن امیہ کا حلیف رہنا روا رکھا۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت ابو احمد بن جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد تھے، ان کی والدہ حضرت امیمہ بنت عبدالمطلب آپ کی پھوپھی تھیں۔

عام خیال یہی ہے کہ حضرت ابو احمد کے والد جحش بعثت نبوی سے پہلے انتقال کر چکے تھے، تاہم ایک روایت ہے کہ وہ زندہ تھے اور نعمت ایمان سے سرفراز ہوئے۔ جحش بن رئاب کے کل چھ بچے تھے، تاریخ اسلامی میں ہر ایک کا اہم مقام ہوا۔ حضرت ابو احمد بن جحش اور ان کے سگے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش اکٹھے ایمان لائے۔ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی اہلیہ حضرت ام حبیبہ بنت جحش، حضرت مصعب بن عمیر کی زوجہ حضرت حمنہ بنت جحش، حضرت ابو احمد بن جحش کی بہنیں تھیں۔ ان کا بیاہ ابوسفیان کی بیٹی حضرت فارعہ سے ہوا تھا۔ ابن ہشام نے فرعہ لکھا، یہ عربی کے اس قاعدے کے مطابق ہے کہ وسط کلمہ سے الف لینہ کو رسماً و خطاً حذف کر دیا جاتا ہے، اگرچہ یہ بولنے میں موجود رہتا ہے۔ مثال کے طور پر: 'لٰکن، إلٰه، الرحمٰن' (المنهاج السعودي)۔ حضرت ابو احمد بن جحش نابینا تھے، لیکن مکہ کے نشیب و فراز میں کسی سے مدد لیے بغیر گھومتے پھرتے تھے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

يا حبذا مكة من واد
أرض بها أهلي و عوادي

''کیا ہی خوب صورت ہے مکہ کی وادی، یہ ایسی سرزمین ہے جس میں میرا کنبہ ہے اور مجھ سے ملنے جلنے والے ہیں۔''

إني بها ترسخ أوتادي
أرض بها أمشي بلا هادي

''اسی دھرتی میں میری میخیں گڑی ہیں، اسی سرزمین میں میں انگلی پکڑنے والے رہبر کے بغیر چلتا پھرتا ہوں۔''

سبقت الی الاسلام

حضرت ابو موسیٰ اشعری، سعید بن مسیب، حسن بصری، قتادہ اور ابن سیرین نے 'السابقون الأولون' کی تعریف یوں کی ہے: وہ تمام مہاجرین و انصار جنھوں نے دونوں قبلوں، مسجد اقصیٰ اور بیت اللہ کی طرف رخ

کر کے نماز پڑھی ہے۔ تحویل قبلہ کا حکم ہجرت کے سوا سال بعد غزوۂ بدر سے دو ماہ پہلے نازل ہوا۔ محمد بن کعب قرظی اور عطا بن یسار نے اس تعریف کو وسعت دی اور تمام اہل بدر کو 'السابقون الأولون' میں شمار کیا۔ شعبی نے صلح حدیبیہ تک تمام ایمان لانے والوں کو 'السابقون الأولون' کا مصداق سمجھا ہے۔ زمخشری نے وضاحت کی ہے کہ بیعت عقبہ اولیٰ وثانیہ میں شامل انصار اور مدینہ کے پہلے معلم حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے والے انصاری 'السابقون الأولون من الأنصار' ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں دین حق کو اختیار کرنے والے ہیں، جب اللہ واحد کا نام لینے والے تھوڑے تھے اور شدید مزاحمتوں اور سخت عقوبتوں کا سامنا تھا، اس خطاب خداوندی کے اصل حق دار ہیں۔ جو اصحاب رسول بعد میں ایمان لائے، ان سے بھی اللہ راضی ہوا اور انھیں بھی ابدی جنتوں کی نوید سنائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: 'وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ'، ''اور وہ مہاجرین و انصار جو سبقت لے جانے میں اول تھے اور وہ جنھوں نے (بعد میں) خوب کاری کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان کے لیے ایسی جنتیں مہیا کر رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہی بڑی کامرانی ہے'' (التوبہ ۹: ۱۰۰)۔

'السابقون الأولون' کی پہلی فہرست ابن اسحاق نے بیان کی، اسی کی بنیاد پر ابن ہشام نے اپنی فہرست مرتب کی۔ اس کے مطابق السابقون میں حضرت ابواحمد بن جحش کا نمبر اکتیسواں ہے۔ وہ اپنے بھائیوں حضرت عبداللہ بن جحش اور عبیداللہ بن جحش کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم و تبلیغ دین کے لیے دار ارقم کو مرکز بنانے سے پہلے ایمان لائے۔ عبیداللہ حبشہ جا کر عیسائی ہو گئے اور وہیں وفات پائی۔ ''سیرت ابن اسحاق'' کے برطانوی مترجم Alfred Guillaume (۱۹۵۵ء) کا خیال ہے کہ حضرت ابواحمد بن جحش حضرت ابوبکر کی دعوت پر ایمان لائے۔ افسوس، ہمیں اس دعوے کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔

ہجرت حبشہ

اپنے بھائیوں حضرت عبداللہ اور عبیداللہ کے برعکس حضرت ابواحمد بن جحش نابینا ہونے کی وجہ سے حبشہ نہ گئے اور مکہ ہی میں مقیم رہے۔ بلاذری کہتے ہیں: جو ان کی ہجرت حبشہ کا دعویٰ کرتا ہے، غلط کہتا ہے۔

www.al-mawrid.org www.javedahmedghamidi.com

ہجرت مدینہ

انصار کے قبول اسلام کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان کو مدینہ ہجرت کرنے کا اذن دیا تو حضرت ابوسلمہ نے پہلے مہاجر ہونے کا شرف حاصل کیا۔ان کے بعد حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت ابواحمد عبد بن جحش، حضرت عبداللہ بن جحش اور ان کے اہل خانہ دار ہجرت پہنچے اور قبا میں بنو عمرو بن عوف کے محلہ میں حضرت مبشر بن عبدالمنذر (ابن سعد،ابن ہشام،ابن اثیر، ایک روایت: حضرت عاصم بن ثابت) کے ہاں مقیم ہوئے۔ حضرت ابواحمد کے اعزہ حضرت عکاشہ بن محصن، حضرت ابوسنان بن محصن، حضرت سنان بن ابوسفیان، حضرت شجاع بن وہب، حضرت عقبہ بن وہب، حضرت اربد بن حمیر (جمیرہ: ابن کثیر)، حضرت منقذ بن نباتہ، حضرت سعید بن رقیش، حضرت یزید (زید: ابن کثیر) بن رقیش، حضرت محرز بن نضلہ، حضرت قیس بن جابر، حضرت عمرو بن محصن، حضرت مالک بن عمرو، حضرت صفوان بن عمرو، حضرت ثقف بن عمرو، حضرت ربیعہ بن اکثم، حضرت تمام بن عبیدہ، حضرت سخبرہ بن عبیدہ، حضرت محمد بن عبداللہ بن جحش اور حضرت زبیر بن عبیدہ نے بھی ہجرت کی۔ بنوغنم کی خواتین میں سے حضرت زینب بنت جحش، حضرت حمنہ بنت جحش، حضرت ام حبیب بنت جحش، حضرت جدامہ بنت جندل، حضرت ام قیس بنت محصن، حضرت ام حبیب بنت ثمامہ، حضرت آمنہ بنت رقیش اور حضرت سخبرہ بنت تمیم نے مردوں کا ساتھ دیا۔ پھر مسلمانوں کی اکثریت نے ہجرت کے لیے رخت سفر باندھ لیا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۲۱ربیع الاول کو تشریف لائے۔

حضرت فارعہ مدینہ جانے پر تیار نہ تھیں۔اس موقع پر حضرت ابواحمد بن جحش نے کچھ اشعار کہے،ان میں سے دو نذر قارئین ہیں:

فقلت لها بل يثرب اليوم وجهنا
فما يشإ الرحمان فالعبد يركب

”میں نے اپنی اہلیہ فارعہ (ام احمد) سے کہا: آج کوئی اور دور کا ملک نہیں، بلکہ یثرب ہی ہماری منزل ہے۔ خداے رحمٰن جو چاہتا ہے، بندہ وہی کر گزرتا ہے۔“

إلى الله وجهي و الرسول و من يقم
إلى الله يومًا وجهه لا يخيب

”میرا رخ اللہ و رسول کی جانب ہے، جو اللہ کی طرف رخ کر لیتا ہے، نامراد نہیں ہوتا۔“

حضرت ابواحمد بن جحش نے مدینہ میں جنت البقیع سے ملحق اپنا گھر تعمیر کیا۔

ہجرت کے بعد مکہ کے حالات

بنو غنم کے تمام مرد و عورت مدینہ ہجرت کر گئے تو ان کے گھروں کو تالے لگ گئے۔ مکہ کے مقام ردم کے قریب معلاۃ میں واقع حضرت ابواحمد بن جحش کا گھر بھی مقفل ہو گیا۔ بنو غنم کی طرح بنو بکیر اور بنو مظعون کے گھر بھی مکینوں سے خالی ہو گئے۔ ایک بار عتبہ بن ربیعہ، عباس بن عبدالمطلب اور ابوجہل بالائی مکہ جاتے ہوئے بنو جحش کے مکان کے پاس سے گزرے۔ عتبہ نے اس کے دروازوں کو شکستگی کی وجہ سے کھڑکھڑاتا ہوا اور گھر کو بے آباد، بلا ساکن دیکھا تو سرد آہ بھری اور ابودواد ایادی کا یہ شعر پڑھا:

وكل دار و إن طالت سلامتها

يومًا ستدركها النكباء والحوب

”ہر گھر چاہے کتنی دیر صحیح وسالم رہے، ایک دن الٹے رخ کی ہوا چلتی ہے اور اس پر ویرانیاں چھا جاتی ہیں۔“

ابوجہل نے کہا: اس گھر کی بربادی پر کوئی ایک بھی رونے والا نہ ہو گا۔ پھر عباس سے مخاطب ہوا: یہ تمھارے بھتیجے محمد کا کام ہے، اس نے ہماری جمعیت کو منتشر کر دیا ہے، قوم کا شیرازہ بکھیر دیا ہے اور ہم میں جدائیاں ڈال دی ہیں۔ کچھ دیر کے بعد ابوسفیان نے اسے اپنی بیٹی حضرت فارعہ کا گھر سمجھ کر اس پر قبضہ کر لیا اور عمرو بن علقمہ کے ہاتھ چار سو دینار کے عوض بیچ کر اپنے قرض سے چھٹکارا پایا۔ حضرت عبداللہ بن جحش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: عبداللہ، کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ اللہ تمھیں جنت میں اس سے بہتر گھر دے دے گا؟ بعد میں یہ گھر حضرت عثمان کے قبضے میں آ گیا، ان کے بیٹے ابان حج و عمرہ کے موقع پر مکہ جاتے تو اس گھر میں ٹھیرتے، چنانچہ یہ انھی کے نام سے موسوم ہو گیا۔

جہاد و غزوات

حضرت ابواحمد بن جحش اور حضرت عمرو بن ام مکتوم جہاد کی تڑپ رکھتے تھے، لیکن نابینا ہونے کی وجہ سے غزوات میں حصہ نہ لے سکے۔ ان کے برعکس منافقین اللہ کی راہ میں جہاد سے بچنے کے لیے حیلے بہانے کرتے۔ اللہ کے اس فرمان سے ان مخلصین اور نفاق کے مارے ہوئے ہٹوں کٹوں میں خوب امتیاز ہو جاتا ہے:

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ ”اہل ایمان میں سے جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنے

اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا.
(النساء ۴:۹۵)

والے، جنھیں کوئی عذر بھی لاحق نہیں اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ نے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر ایک درجہ فضیلت بخشی ہے۔ اللہ نے ان دونوں سے اچھا وعدہ کر رکھا ہے، تاہم اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں کے مقابلے میں بڑے اجر کی فضیلت دی ہے۔“

یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے واضح ہو جاتی ہے جو آپ نے غزوۂ تبوک سے واپسی پر ارشاد فرمایا: بے شک، مدینہ میں کچھ لوگ ہیں، تم کوئی مسافت طے کرتے ہو یا کسی وادی سے گزرتے ہو تو وہ تمھارے ساتھ ہی ہوتے ہیں۔ صحابہ نے حیرت سے پوچھا: یا رسول اللہ، وہ تو مدینہ میں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، وہ مدینہ میں ہیں، انھیں عذر نے روک رکھا ہے (بخاری، رقم ۴۴۲۳۔ ابوداؤد، رقم ۲۵۰۸۔ ابن ماجہ، رقم ۲۷۶۴۔ احمد، رقم ۱۳۶۲۹۔ صحیح ابن حبان، رقم ۴۷۳۱)۔ زمخشری کہتے ہیں: یہ وہ اہل ایمان ہیں جن کی نیتیں درست ہیں، جن کے سینے کھوٹ سے پاک ہیں اور جن کے دل جہاد کی رغبت سے پر ہیں، لیکن انھیں لاحق عارضہ ان کے نکلنے میں رکاوٹ بن رہا ہے۔

حضرت زینب بنت جحش کا نکاح

۴ھ (۶۲۶ء) میں حضرت زینب بنت جحش کی آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ سے علیحدگی ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق آپ نے ان سے نکاح کر لیا۔ حضرت زینب کے بھائی حضرت ابواحمد بن جحش ان کے والی مقرر ہوئے۔ انھوں نے چار سو درہم کے عوض یہ عقد طے کیا۔

فتح مکہ

فتح مکہ کے موقع پر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے خطاب فرمایا۔ آپ کے خطبہ کے بعد حضرت ابو احمد بن جحش نے مسجد حرام کے دروازے پر اپنا اونٹ روکا اور پکارنے لگے: اے بنو عبد مناف، میں اللہ کا واسطہ دے کر تمھیں وہ حلف یاد دلاتا ہوں جو تم نے مجھ سے کیا، میں تمھیں اپنا گھر یاد دلاتا ہوں۔ آپ نے

حضرت عثمان کو بلا کر چپکے سے کچھ کہا، وہ حضرت ابواحمد بن جحش کے پاس آئے اور سرگوشی کی جس پر حضرت ابواحمد اونٹ سے اتر آئے اور لوگوں میں بیٹھ گئے۔اس کے بعد کسی نے ان سے گھر کا نام تک نہ سنا۔ حضرت ابواحمد کے بچے بتاتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وعدہ فرمایا تھا: اللہ تمھیں اس گھر کے بدلے میں جنت میں گھر دے دے گا۔ صحابہ نے بھی ان کو تسلی دی: آپ پسند نہیں کرتے کہ جو مال اللہ کی راہ میں چلا گیا، اس کی واپسی کی کوشش کی جائے۔اس موقع پر حضرت ابواحمد نے ابوسفیان کو مخاطب کر کے یہ شعر کہے:

أبلغ اباسفيان عن

أمر عواقبه ندامه

''ابوسفیان کو اس معاملے کے بارے میں بتا دو جس کے نتائج شرم ساری ہوں گے۔''

دار ابن عمک بعتها

تقضی بها عنک الغرامه

''اپنے چچیرے کا گھر تو بیچ ڈالا، اس کے بدلے میں تجھے تاوان دینا ہوگا۔''

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

عہد فاروقی

حضرت عمر نے منع کر رکھا تھا کہ انصار مدینہ اور مشرکین مکہ کے ایک دوسرے کے خلاف کہے اشعار سنائے جائیں۔ غلبۂ اسلام سے دور جاہلیت ختم ہو چکا، اس لیے گڑے مردے اکھاڑ کر پرانی نفرتوں کو تازہ نہ کیا جائے۔اسی زمانے میں مکہ کے دو مشہور شاعر عبداللہ بن زبعری اور ضرار بن خطاب جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو چکے تھے، مدینہ آئے اور حضرت ابواحمد بن جحش کے مہمان ہوئے۔ ان کے کہنے پر حضرت ابواحمد نے حضرت حسان بن ثابت انصاری کو بلایا اور اپنا اپنا کلام سنانے کی فرمایش کی۔ حضرت حسان نے مناسب سمجھا کہ وہ ابتدا کریں، لیکن جب انھوں نے اپنے پرانے بغض اسلام پر مبنی اشعار پڑھنے شروع کیے تو وہ غصے سے کھولنے لگے۔ ان کا ردعمل دیکھ کر ابن زبعری اور ضرار اپنی سواریوں کی طرف لپکے اور مکہ کا رخ کیا۔ حضرت حسان حضرت عمر کے پاس پہنچے اور انھیں پوری بات بتائی۔ حضرت عمر نے فوراً ان دونوں کو واپس بلایا اور صحابہ کے بھرے مجمع میں حضرت حسان کو ان کے اشعار کا جواب دینے کو کہا۔اس کے بعد عبداللہ بن زبعری اور ضرار بن خطاب سے فرمایا: تم مدینہ میں رہنا چاہتے ہو تو بہت خوب اور اگر مکہ واپس جانا چاہتے ہو تو تمھاری خوشی۔ پھر

حاضرین کو مخاطب کیا: میں نے اس ناخوش گواری سے بچنے کے لیے اہل شرک اور اہل اسلام کے مابین ہونے والی قیل و قال دہرانے سے منع کیا تھا، لیکن اگر تم اس پر راضی نہیں تو بے شک اپنی شاعری لکھو اور یاد کرو (الأغاني:أخبار حسان بن ثابت ونسبه)۔

اولاد

صحابہ کے سوانح نگاروں نے حضرت ابواحمد بن جحش کی پہلی بیوی حضرت فارعہ بنت ابوسفیان سے کسی اولاد کا ذکر نہیں کیا۔ ان کی نام بھلا دینے والی کنیت ابواحمد اور حضرت فارعہ کی کنیت ام احمد سے، ایسے لگتا ہے کہ احمد ان کے بیٹے تھے، لیکن کسی نے ان کا نام بھی نہیں لیا۔ امریکا کی نو مسلم خاتون Aisha Bewely (تاریخ پیدایش: ۱۹۴۸ء) نے ''طبقات ابن سعد'' کا انگریزی ترجمہ کیا جو ۱۹۹۵ء میں لندن سے شائع ہوا۔ اس میں انھوں نے ایسی تفصیلات بھی بیان کیں جو اصل عربی نسخے میں نہیں ملتیں۔ آٹھویں جلد کے ترجمے کا نام انھوں نے "The Women of Madina" رکھا۔ اس میں انھوں نے حضرت ابواحمد بن جحش کے دو بیٹے عبداللہ اور اسامہ بتائے ہیں۔

حضرت ابواحمد بن جحش نے حضرت قریبہ بنت قیس (ام حارث) سے شادی کی تو ان سے عبداللہ بن ابواحمد کی ولادت ہوئی۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

وفات

ابن اثیر کا بیان ہے: ۲۰ھ (۶۴۱ء) میں ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کا انتقال ہوا۔ اپنی بہن کے رخصت ہونے کے کچھ ہی دنوں بعد حضرت ابواحمد بن جحش نے وفات پائی۔ Aisha Bewely نے اس موقع کی جو تفصیل بیان کی ہے ہمیں عربی متن میں نہیں ملی: حضرت ابواحمد اپنی بہن کے جنازے کو کندھا دینا چاہتے تھے۔ حضرت عمر نے معذوری کی وجہ سے انھیں منع کیا، لوگ بھی میت اٹھانے کے لیے بڑھے، لیکن حضرت ابواحمد نے جذباتی ہو کر روتے ہوئے کہا: زینب کی وجہ سے ہمیں بہت برکتیں حاصل تھیں اور ان سے ہماری زندگی کی تلخیاں انگیز ہوتی تھیں۔ تب حضرت عمر خاموش ہو گئے۔ حضرت ابواحمد قبر کے کنارے پر کھڑے رہے، ان کے دو بیٹے اور دو بھتیجے لحد میں اترے۔

ابن حجر کہتے ہیں: یہ درست نہیں، اصل میں حضرت ابواحمد نے اپنی بہن کی زندگی ہی میں وفات پائی، دلیل میں وہ یہ روایت پیش کرتے ہیں۔ حضرت زینب بنت ابوسلمہ حضرت ابواحمد کی وفات کے کچھ دنوں بعد حضرت

زینب بنت جحش سے ملنے گئیں تو انھوں نے خوشبو منگا کر لگوائی اور کہا: مجھے خوشبو لگانے کی ایسی ضرورت نہ تھی، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آپ منبر پر تشریف فرما تھے، یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو عورت اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہے، اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنے خاوند کے علاوہ کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے (بخاری، رقم ۵۳۳۵۔ مسلم، رقم ۳۷۱۹)۔ حضرت عبداللہ بن جحش نے بھی اپنی بہن حضرت زینب کی زندگی میں وفات پائی، وہ جنگ احد میں شہید ہوئے۔ حضرت زینب کی تدفین کے وقت حضرت عبداللہ بن جحش کے بیٹے محمد اور حضرت ابواحمد بن جحش کے بیٹے عبداللہ قبر میں اترے، جب کہ ان کے دونوں بھائی موجود نہ تھے۔

مطالعۂ مزید: الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، أنساب الأشراف (بلاذری)، الأغانی (ابو الفرج اصفہانی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، السیرۃ النبویۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، The Women of Madina, Wikipedia (Aisha Bewely)۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

حضرت اسماء بنت سلمہ رضی اللہ عنہا

نسب

حضرت اسماء کے والد کا نام سلمہ (یا سلامہ) بن مخرمہ تھا۔ نہشل بن دارم ان کے پانچویں، جب کہ تمیم بن مر گیارھویں جد تھے۔ انھی کے نام سے ان کا قبیلہ بنو تمیم کہلاتا ہے۔ حضرت اسماء ان دونوں آبا کی نسبت سے تمیمی اور دارمی کہلاتی ہیں۔ ان کی والدہ کا نام سلمیٰ بنت زہیر تمیمی تھا۔

سبقت الی الاسلام

حضرت اسماء بنت سلمہ ان صحابیات میں سے تھیں جن کی شان اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں 'السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ' (التوبہ ۹: ۱۰۰) کے الفاظ سے بیان کی ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں ان کی شادی ابوجہل کے ماں شریک، سوتیلے بھائی حضرت عیاش بن ابوربیعہ مخزومی کے ساتھ ہو چکی تھی۔ ۵؍ نبوی میں دونوں میاں بیوی اکٹھے ایمان لائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دار ارقم میں تشریف فرما نہ ہوئے تھے۔ سبقت الی الاسلام میں ان کا نمبر

ستائیسواں تھا۔

ہجرت حبشہ

دین حق کی دعوت اہل مکہ کے دلوں پر اثر کرنے لگی اور دین اسلام کا چرچا ہونے لگا تو مشرک سرداروں کو اپنے بتوں کی خدائی خطرے میں نظر آنے لگی۔ انھوں نے نو مسلم کم زوروں اور غلاموں پر ظلم و ستم ڈھانے شروع کر دیے۔ اپنے اعزہ اور بھائی مشرک لیڈر ابو جہل کا خاص نشانہ تھے۔ ان حالات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حبشہ ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عیاش بن ابو ربیعہ بھی سوے حبشہ روانہ ہو گئے، حضرت اسماء اس سفر میں ان کے ساتھ تھیں، وہیں حضرت عبداللہ بن عیاش کا جنم ہوا۔ اسی سال شوال کے مہینے میں قریش کے قبول اسلام کی افواہ حبشہ کے مہاجرین تک پہنچی تو حضرت عیاش اپنے کنبے سمیت مکہ واپس آ گئے اور یہیں مقیم ہو گئے، حبشہ واپس نہ گئے۔ ابن اسحاق اور ابن کثیر نے مہاجرین حبشہ کی فہرست میں حضرت اسماء بنت سلمہ کا ذکر نہیں کیا۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

ہجرت مدینہ

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مدینہ ہجرت کرنے کا اذن دیا تو حضرت عیاش بن ابو ربیعہ حضرت عمر کے ساتھ قبا پہنچے۔ ان کا ماں جایا ابو جہل بھی پیچھے پیچھے پہنچ گیا اور کہا کہ والدہ نے قسم کھائی ہے کہ وہ سر میں تیل لگائے گی نہ سائے میں بیٹھے گی، جب تک تمھیں دیکھ نہ لے گی۔ یوں بہلا پھسلا کر اس نے انھیں واپسی پر آمادہ کیا، مگر راستے میں رسیوں سے باندھا اور مکہ لا کر قید خانے میں ڈال دیا۔ ان کے محبوس ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اور مکہ میں قید دوسرے مسلمانوں کے لیے دعاے قنوت مانگنا شروع کی۔ حضرت عیاش کی رہائی غزوۂ خندق کے بعد ہوئی۔ حضرت اسماء بنت سلمہ مدینہ کے سفر ہجرت میں حضرت عیاش کے ساتھ تھیں اور ان کے مکہ واپس جانے کے بعد وہیں رک گئیں۔

نام اور کنیت کا التباس

حضرت عیاش کی والدہ کا نام بھی اسماء تھا۔ حضرت اسماء بنت مخرمہ، سلمہ بن مخرمہ کی بہن، یعنی حضرت اسماء بنت سلمہ بن مخرمہ کی پھوپھی تھیں۔ ابو جہل بن ہشام، حارث بن ہشام، حضرت عیاش بن ابو ربیعہ اور حضرت عبداللہ بن ابو ربیعہ ان کے بیٹے تھے۔ وہ اپنی کنیت ام الجلاس سے مشہور ہیں۔ حضرت اسماء بنت سلمہ کی کنیت ام الجلاس بتانا درست نہیں۔ ابن حجر کہتے ہیں: ابن مندہ نے حضرت اسماء بنت سلمہ اور حضرت اسماء بنت مخرّمہ

کے حالات زندگی خوب گڈ مڈ کیے ہیں۔

اولاد

حضرت اسماء کی بیٹی حضرت ام حارث صحابیہ تھیں۔ ان کے پوتے حارث بن عبداللہ اجل تابعین میں سے تھے۔ قباع ان کالقب تھا۔ حارث کے بیٹے عبدالرحمٰن کا شمار کبار تبع تابعین میں ہوتا ہے۔

حضرت اسماء بنت سلمہ کا سن وفات معلوم نہیں، البتہ حضرت عیاش ۱۵ھ میں جنگ یرموک یا جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

روایت حدیث

حضرت اسماء بنت سلمہ نے حدیث براہ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عیاش نے ان سے روایت کی۔

مطالعۂ مزید: الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، ویکیپیڈیا الموسوعۃ الحرۃ۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com